معراج کی رات

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معراج کی رات

عام روایت کے مطابق آج کی رات معراج کی رات ہے۔ یہ معراج کا واقعہ حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے سب سے زیادہ مشہور واقعات میں سے ہے۔ لیکن یہ جس قدر مشہور ہے اسی قدر افسانوں کی تہیں اس پر چڑھ گئی ہیں۔ عام لوگ عجوبہ پسند ہوتے ہیں۔ ان کی عجائب پسندی کے جذبے کو بس اپنی تسکین کا سامان چاہیے۔ اس لیے معراج کی اصل روح، اس کی غرض، اس کے فائدوں اور نتیجوں کو تو انھوں نے نظر انداز کر دیا اور ساری گفتگو اس پر ہونے لگی کہ آں حضرت ﷺ جسم کے ساتھ آسمان پر گئے تھے یا صرف روح گئی تھی؟ براق کیا تھا؟ اور فرشتے کس شکل کے تھے؟ حالاں کہ دراصل یہ واقعہ تاریخِ انسانی کے ان بڑے واقعات میں سے ہے، جنھوں نے زمانے کی رفتار کو بدلا اور تاریخ پر اپنا مستقل اثر

چھوڑا ہے اور اس کی حقیقی اہمیت کیفیتِ معراج میں نہیں بلکہ مقصد اور نتیجہ معراج میں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ کرہ زمین، جس پر ہم آپ رہتے ہیں خدا کی عظیم الشان سلطنت کا ایک چھوٹا سا صوبہ ہے۔ اس صوبے میں خدا کی طرف سے، جو پیغمبر بھیجے گئے ہیں ان کی حیثیت کچھ اس طرح کی سمجھ لیجیے، جیسے دنیا کی حکومتیں اپنے ماتحت ملکوں میں گورنر یا وائسرائے بھیجا کرتی ہیں۔ ایک لحاظ سے دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔ دنیوی حکومتوں کے گورنر اور وائسرائے محض انتظامِ ملکی کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں اور سلطانِ کائنات کے گورنر اور وائسرائے اس لیے مقرر ہوتے ہیں کہ انسان کو صحیح تہذیب، پاکیزہ اخلاق اور سچے علم و عمل کے وہ اصول بتائیں، جو روشنی کے مینار کی طرح انسانی زندگی کی شاہراہ پر کھڑے ہوئے صدیوں تک سیدھا راستہ دکھاتے رہیں۔ مگر اس فرق کے باوجود دونوں میں ایک طرح کی مشابہت بھی ہے۔ دنیا کی حکومتیں گورنری جیسے ذمہ داری کے منصب انھی لوگوں کو دیتی ہیں، جو ان کے سب سے زیادہ قابلِ اعتماد آدمی ہوتے ہیں، اور جب وہ انھیں اس عہدے پر مقرر کر دیتی ہیں تو پھر انھیں یہ دیکھنے اور سمجھنے کا پورا موقع دیتی ہیں کہ حکومت کا اندرونی نظام کس طرح کس پالیسی پر چل رہا ہے اور ان کے سامنے اپنے وہ راز بے نقاب کر دیتی

ہیں، جو عام رعایا پر ظاہر نہیں کیے جاتے۔ ایسا ہی حال خدا کی سلطنت کا بھی ہے۔ وہاں بھی پیغمبری جیسے ذمہ داری کے منصب پر وہی لوگ مقرر ہوئے ہیں، جو سب سے زیادہ قابلِ اعتماد تھے اور جب انھیں اس منصب پر مقرر کردیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے خود ان کو اپنی سلطنت کے اندرونی نظام کا مشاہدہ کرایا اور ان پر کائنات کے وہ اسرار ظاہر کیے، جو عام انسانوں پر ظاہر نہیں کیے جاتے۔

مثال کے طور پر حضرت ابراہیمؑ کو آسمان اور زمین کے ملکوت، یعنی اندرونی انتظام کا مشاہدہ کرایا گیا(۱) اور یہ بھی آنکھوں سے دکھا دیا گیا کہ خدا کس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے(۲)۔ حضرت موسیٰؑ کو طور پر جلوۂ ربانی دکھایا گیا اور ایک خاص بندے کے ساتھ کچھ مدت تک پھرایا گیا تا کہ اللہ کی مشیت کے تحت دنیا کا انتظام، جس طرح ہوتا ہے اس کو دیکھیں اور سمجھیں(۳)۔ ایسے ہی کچھ تجربات آں حضرت ﷺ کے بھی تھے۔ کبھی آپؐ خدا کے مقرب فرشتے کو افق پر علانیہ دیکھتے ہیں(۴)۔ کبھی وہ فرشتہ آپؐ سے

---

(۱) وَ كَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الانعام:۷۵)

(۲) وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ط (البقرہ:۲۶۰)

(۳) فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (الکہف:۶۵)

(۴) وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ۝ (التکویر:۲۳)

قریب ہوتے ہوتے اس قدر قریب آجاتا ہے کہ آپ کے اور اس کے درمیان دو کمانوں کے بہ قدر بلکہ اس سے کچھ کم فاصلہ رہ جاتا ہے، کبھی وہی فرشتہ آپ کو سدرۃ المنتہیٰ یعنی عالمِ مادی کی آخری سرحد پر ملتا ہے اور وہاں آپ خدا کی عظیم الشان نشانیاں دیکھتے ہیں۔(۱)

اسی نوعیت کے تجربات میں سے ایک وہ چیز ہے، جس کو معراج کہتے ہیں۔ معراج صرف سیر اور مشاہدے ہی کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ ایسے موقعے پر ہوتی ہے جب کہ پیغمبر کو کسی کارِ خاص پر مقرر کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے اور اہم ہدایات دی جاتی ہیں۔ وہ حضرت موسیٰؑ کی معراج ہی تھی جب کہ ان کو وادیِ مقدس طویٰ میں خطاب کر کے حکم دیا گیا کہ مصر جا کر فرعون کو راہِ راست کی دعوت دیں۔ نیز جب کہ انھیں کوہ طور پر بلا کر مشہور احکام عشر دیے گئے۔ اسی طرح وہ حضرت عیسیٰؑ کی معراج تھی جب انھوں نے ساری رات پہاڑ پر گزاری اور پھر اٹھ کر بارہ رسول مقرر کیے اور وہ وعظ کہا، جو پہاڑی کے وعظ کے نام سے مشہور ہے۔ ایسا ہی ایک اہم موقع وہ تھا جب حضرت محمد ﷺ کو طلب کیا گیا۔

یہ وہ وقت تھا جب آپ کو اپنے مشن کی تبلیغ کرتے ہوئے تقریباً بارہ سال گزر چکے تھے، حجاز کے اکثر قبائل میں اور قریب کے ملک حبش

---

(۱) وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۝ ... اِلٰی قَوْلِهٖ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ۝
(النجم: ۷، ۱۸)

میں آپ کی آواز پہنچ چکی تھی اور آپ کی تحریک ایک مرحلے سے گزر کر دوسرے مرحلے میں قدم رکھنے کو تھی۔ دوسرے مرحلے سے میری مراد یہ ہے کہ اب وقت آگیا تھا کہ آپ مکہ کی ناموافق سرزمین کو چھوڑ کر مدینے کی طرف منتقل ہوجائیں جہاں آپ کی کام یابی کے لیے زمین تیار تھی۔ اس دوسرے مرحلے میں آپ کا مشن بہت پھیلنے والا تھا۔ صرف حجاز اور صرف عرب ہی سے نہیں بلکہ گردوپیش کی دوسری قوموں سے بھی سابقہ پیش آنا تھا اور اسلام کی تحریک ایک اسٹیٹ میں تبدیل ہونے کو تھی۔ اس لیے اس اہم موقعے پر ایک نیا پروانۂ تقرر اور نئی ہدایات دینے کے لیے بادشاہ کائنات نے آپ کو اپنے حضور میں طلب فرمایا۔

اسی پیشی وحضوری کا نام معراج ہے۔ عالم بالا کا یہ حیرت انگیز سفر ہجرت سے تقریباً ایک سال پہلے پیش آیا تھا۔ اس سفر کے ضمنی واقعات احادیث میں آئے ہیں۔ مثلاً بیت المقدس پہنچ کر نماز ادا کرنا، آسمان کے مختلف طبقات سے گزرنا، پچھلے زمانے کے پیغمبروں سے ملنا اور پھر آخری منزل پر پہنچنا۔ لیکن قرآن ضمنی چیزوں کو چھوڑ کر ہمیشہ اصل مقصد تک اپنے بیان کو محدود رکھتا ہے۔ اس لیے اس نے کیفیتِ معراج کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ وہ چیز تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے، جس کے لیے آں حضرتؐ کو بلایا گیا تھا۔ قرآن کی سترہویں سورت میں آپ کو یہ تفصیل مل سکتی ہے۔ اس

کے دو حصے ہیں۔ایک حصے میں مکہ کے لوگوں کو آخری نوٹس دیا گیا کہ اگر تمھاری سختیوں کی وجہ سے خدا کا پیغمبر جلاوطنی پر مجبور ہوا تو مکے میں تم کو چند سال سے زیادہ رہنے کا موقع نہ مل سکے گا[1] اور بنی اسرائیل کو، جن سے عنقریب مدینہ میں پیغمبرؐ سے بہ راہِ راست سابقہ پیش آنا تھا، خبردار کیا گیا کہ تم اپنی تاریخ میں دو[2] زبردست ٹھوکریں کھا چکے ہو اور دو قیمتی موقعے کھو چکے ہو، اب تم کو تیسرا موقع ملنے والا ہے اور یہ آخری موقع ہے[2]

دوسرے حصے میں وہ بنیادی اصول بتائے گئے، جن پر انسانی تمدن واخلاق کی تعمیر ہونی چاہیے۔یہ ۱۴ اصول ہیں[3]

۱- صرف اللہ کی بندگی کی جائے اور اقتدارِ اعلیٰ میں اس کے ساتھ کسی کی شرکت نہ تسلیم کی جائے۔

۲- تمدن میں خاندان کی اہمیت ملحوظ رکھی جائے۔ اولاد والدین کی فرماں بردار و خدمت گزار ہو اور رشتے دار ایک دوسرے کے ہم درد و مددگار ہوں۔

---

(۱) وَ اِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَکَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْکَ مِنْھَا وَ اِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَکَ اِلَّا قَلِیْلًا ٥ (بنی اسرائیل:۷۶)

(۲) وَ قَضَیْنَا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ... اِلٰی قَوْلِہٖ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ (بنی اسرائیل:۱)

(۳) سورۂ بنی اسرائیل رکوع: ۳، ۴

۳- سوسائٹی میں، جولوگ غریب یا معذور ہوں یا جولوگ اپنے وطن سے باہر مدد کے محتاج ہوں وہ بے وسیلہ نہ چھوڑ دیے جائیں۔

۴- دولت کو فضول ضائع نہ کیا جائے۔ جو مال دار اپنے روپے کو برے طریقہ سے خرچ کرتے ہیں وہ شیطان کے بھائی ہیں۔

۵- لوگ اپنے خرچ کو اعتدال پر رکھیں، نہ بخل کرکے دولت کو روکیں اور نہ فضول خرچی کرکے اپنے لیے اور دوسروں کے لیے مشکلات پیدا کریں۔

۶- رزق کی تقسیم کا قدرتی انتظام، جو خدا نے کیا ہے انسان اس میں اپنے مصنوعی طریقوں سے خلل نہ ڈالے، خدا اپنے انتظام کی مصلحتوں کو زیادہ بہتر جانتا ہے۔

۷- معاشی مشکلات کے خوف سے لوگ اپنی نسل کی افزائش نہ روکیں۔ جس طرح موجودہ نسلوں کے رزق کا انتظام خدا نے کیا ہے آنے والی نسلوں کے لیے بھی وہی انتظام کرے گا۔

۸- خواہشِ نفس کو پورا کرنے کے لیے زنا کا راستہ برا راستہ ہے۔ لہٰذا نہ صرف زنا سے پرہیز کیا جائے بلکہ اس کے قریب جانے والے اسباب کا دروازہ بند ہونا چاہیے۔

۹- انسانی جان کی حرمت خدا نے قائم کی ہے۔ لہٰذا خدا کے مقرر کردہ

قانون کے سوا کسی دوسری بنیاد پر آدمی کا خون نہ بہایا جائے۔ نہ کوئی اپنے آپ کو قتل کرے، نہ کسی دوسرے کو قتل کرے۔

۱۰- یتیموں کے مال کی حفاظت کی جائے، جب تک وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل نہ ہوں ان کے حقوق کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔

۱۱- عہد و پیمان کو پورا کیا جائے، انسان اپنے معاہدات کے لیے خدا کے سامنے جواب دِہ ہے۔

۱۲- تجارتی معاملات میں ناپ تول ٹھیک راستی پر ہونی چاہیے۔ اوزان اور پیمانے صحیح رکھے جائیں۔

۱۳- جس چیز کا تمھیں علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کرو۔ وہم اور گمان پر نہ چلو۔ کیوں کہ آدمی کو اپنی تمام قوتوں کے متعلق خدا کے سامنے جواب دہی کرنی ہے کہ اس نے انھیں کس طرح استعمال کیا۔

۱۴- نخوت اور تکبر سے پرہیز کرو۔ غرور کی چال سے نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ پہاڑوں سے اونچے ہو سکتے ہو۔

یہ ۱۴ اصول، جو معراج میں آں حضرت ﷺ کو دیے گئے تھے۔ ان کی حیثیت صرف اخلاقی تعلیمات ہی کی نہ تھی۔ دراصل یہ اسلام کا مینی فسٹو تھا اور وہ پروگرام تھا، جس پر آپ کو آنے والے زمانے میں

سوسائٹی کی تعمیر کرنی تھی۔ یہ ہدایات اس وقت دی گئی تھیں جب آپ کی تحریک عنقریب تبلیغ کے مرحلے سے گزر کر حکومت اور سیاسی اقتدار کے مرحلے میں قدم رکھنے والی تھی، لہٰذا اس دور کے شروع ہونے سے پہلے یہ بتا دیا گیا کہ خدا کا پیغمبر کن اصولوں پر تمدن کا نظام قائم کرے گا۔ اسی لیے معراج میں یہ ۱۴ نکات مقرر کرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے تمام پیروانِ اسلام کے لیے پانچ وقت کی نماز فرض[1] کی تا کہ جو لوگ اس پروگرام کو عمل کا جامہ پہنانے کے لیے اٹھیں ان میں اخلاقی انضباط پیدا ہو اور وہ خدا سے غافل نہ ہونے پائیں، ہر روز پانچ مرتبہ ان کے ذہن میں یہ بات تازہ ہوتی رہے کہ وہ خودمختار نہیں ہیں بلکہ ان کا حاکمِ اعلیٰ خدا ہے، جس کو انھیں اپنے کام کا حساب دینا ہے۔

۲۰/اگست ۱۹۴۱

---

(۱) اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۝ (بنی اسرائیل:۷۸)